قسط نمبر ۳

حضرت اخوند درویزہؒ کے حالات اور تصانیف

ڈاکٹر قاری عبدالغفور پشاور یونیورسٹی

۴۔ قصیدہ بردہ

یہ مشہور قصیدہ امام شرف الدین محمد بن سعید البوصیری (المتوفی ۶۹۴ھ - ۱۲۹۴ء) کا ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات بیان ہوئی ہیں۔ طرزِ تصوف پر تحریر ہوا ہے۔ اور اہلِ تصوف اس میں بہت سی خوبیاں پاتے ہیں۔ اخوند درویزہ نے اس کو بھی پشتو میں شامل کر کے بطورِ وظیفہ پشتو پڑھنے والوں کے لئے آسان کیا ہے۔ کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور وعظ و نصائح شامل ہیں۔

مخزنِ اسلام پشتو کی وہ واحد درسی کتاب ہے جو ایک عرصہ تک پٹھانوں کے ہر گھر اور مسجدوں میں علماء کرام کے خطبوں بزرگوں کے وظائف اور نوجوانوں کی محفلوں میں پڑھی جاتی رہی۔ یہی نہیں بلکہ اس میں بیان کردہ مسائل کی روشنی میں قاضی فتوے دیتے تھے[2]۔

افغانوں کے مشہور صاحبِ سیف و قلم خوشحال خان خٹک (المتوفی ۱۱۰۱ھ - ۱۶۸۹ء) نے بھی حضرت اخوند درویزہ کے مخزنِ اسلام کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

دوہ څیز ونہ دی پہ سوات کښې۔ کہ خفی دی کہ جلی[3]

یو مخزن د درویزہ دے بل دفتر د شیخ ملی

ترجمہ۔ سوات میں دو چیزیں قابلِ قدر ہیں خواہ وہ پوشیدہ ہوں یا اعلانیہ جن میں ایک اخوند درویزہ کا مخزن ہے اور دوسرا شیخ ملی کا دفتر۔

۲۔ ارشاد المریدین۔

آپ کی یہ کتاب حقائق تصوف و معارف پر مبنی ہے۔

اس میں آپ نے سلوک[1] اور تصوف کے اصول اور قواعد بیان کئے ہیں جس کے پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے
نسان صحیح معنوں میں صوفی کہلاتا ہے۔ اور اس سے وہ تمام اصول سیکھتا ہے جو تصوف کی راہوں کو آسان کر دیتا
اس کتاب کو سمجھنا کچھ آسان نہیں۔ بعض علماء تصوف نے اس کو "ہمعات[2]" کے برابر سمجھا ہے[3] اس کے کل ۸۰.
ت میں۔ یہ آپ کی انتہائی مشکل ترین کتاب ہے۔
یہ کتاب مطبع حسینی دہلی کے زیر اہتمام ۱۹۴۹ء میں چھپ چکی ہے اور اس کا ایک نسخہ حضرت امیر شاہ[4] صاحب
ی سجادہ نشین آستانہ غوثیہ یکہ توت پشاور شہر کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔

۳۔ ارشاد الطالبین

اخوند درویزہ کی یہ تالیف فارسی زبان میں ہے۔ ۵۵۲ صفحات اور چار ابواب پر مشتمل ہے۔ اور ہر باب میں کئی
ول ہیں۔ پہلا باب جو حصہ اول کہلاتا ہے اس میں چار فصلیں ہیں جس میں توحید۔ ایمان۔ وضو۔ نماز کی حقیقت اور
یلت بیان کی گئی ہے۔ دوسرے باب کو بھی چار فصلوں میں بھی تقسیم کیا گیا ہے فصل اول میں تو بہ۔ فصل دوم میں
ر کامل کی شناخت اور علامتیں فصل سوم میں علم اور فصل چہارم میں ذکر الٰہی کا بیان پوری وضاحت کے ساتھ
یا گیا ہے[5]
باب سوم صرف تیرہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں سلوک کا ذکر ہے اور چار اہم باتوں کا بیان ہوا ہے۔

---

[1] سلوک کے لفظی معنی ہیں راستہ چلنا یا طے کرنا اور اصطلاح تصوف میں اس سے مراد یہ ہے۔ شرعی حدود کے اندر رہتے
ہوئے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے ریاضت اور جدوجہد کرنا۔ جو شخص حق کی اس کوشش میں مشغول ہوتا ہے اس کو
سالک کہتے ہیں (سر دلبران ص ۹۹) [2] یہ کتاب فلسفہ تصوف کی تاریخ ہے کل ۲ صفحات پر مشتمل ہے اور ۲۱ ہمعات ہیں۔ اس کے
مصنف حکیم الہند امام ولی اللہ دہلوی (المتوفی ۱۷۶۲ء) ہیں آپ نے حکمت کا مستقل سکول قائم کیا۔ جو نہضہ ہندیہ کے لئے بمنزلہ
اساس ہے۔ آپ کو سلوک اور تصوف کا امام بھی کہا جاتا ہے (ماخوذ دیباچہ ہمعات) [3] تصوف کی حقیقت ص ۱۱۷۔ از
محمد علی خان۔ [4] سید امیر شاہ قادری پشاور شہر کے سادات گھرانے کے مشہور چشم و چراغ ہیں۔ آپ شاہ محمد غوث پشاوری
ثم لاہوری کی اولاد میں سے ہیں۔ فطرتاً حلیم الطبع، انتہائی ملنسار اور فیاض شخصیت ہیں۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔
خاص کر آپ نے تذکرہ مشائخ سرحد نامی کتاب لکھ کر بہت سے بزرگان دین کے حالات اکٹھے کئے۔ جو صوبہ سرحد کے علماء کی بہت
بڑی خدمت ہے۔ آپ کی اپنی ذاتی لائبریری بھی ہے جس میں نادر قلمی نسخوں کے علاوہ دیگر بہت قیمتی اور قدیمی کتابیں ہیں۔ اکثر
ریسرچ کرنے والے طلباء اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور آپ تحقیق کرنے والوں کی خوب خاطر تواضع کرتے ہیں۔
[5] ارشاد الطالبین ص ۳

موضوعات میں سیر من اللہ[۱]۔ سیر الی اللہ[۲]۔ سیر فی اللہ[۳] اور سیر مع اللہ[۴] شامل ہیں۔ باب چہارم بھی چار فصلوں پر مشتمل ہے اس میں اخلاقِ حمیدہ۔ رذیلہ، صبر اور شکر کا بیان ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے اس کتاب میں مختلف جگہ ضمناً اپنے پیرو مرشد حضرت پیر باباؒ کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب بھی زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ اور اس کا بھی ایک نسخہ مطبوعہ مطبع فیض عام دہلی ۱۲۹۶ھ سید امیر شاہ صاحب کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔

۴۔ تذکرۃ الابرار

آپ کی یہ معرکۃ الآرا تصنیف بھی فارسی میں ہے جسے آپ نے اسی برس کی عمر میں مرتب کیا۔ یہ کتاب ۲۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے حصے میں دیگر مختلف واقعات کے علاوہ آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت بابا پیر کے حالاتِ زندگی تفصیل سے بیان کئے ہیں[۵] چونکہ آپ کے پیر و مرشد پیر بابا کی سوانح پر بہت کم کتابیں ملتی ہیں۔ لہٰذا اکثر مصنفین مذکورہ کتاب سے ان کے حالات بآسانی معلوم کرتے ہیں۔

دوسرے حصے کا آغاز اس موضوع سے ہوتا ہے۔

"ذکر احوال و انساب و اعمال افغانان و کیفیت الحاق ابن فقیر"[۶]

یعنی اس حصے میں پٹھانوں کے انساب افغانوں کی (بدعملی) کا بیان کرتے ہوئے حضرت اخوند رویزہ نے اپنے حالات بھی تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں کہ آپ کے حالاتِ زندگی کا مکمل پتہ چلتا ہے۔

حصہ سوئم میں آپ نے اپنے عہد کے ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جن کو آپ برا سمجھتے تھے اور ان کے عقائد کو باطل قرار دیا کرتے تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ تذکرہ ان تحریکات کی عکاسی کرتا ہے جو دسویں صدی ہجری میں صوبہ سرحد کے

---

[۱] سیر من اللہ وہ منزل ہے جس میں سالک حق تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے مگر وہ اپنے وجود کی خبر رکھتا ہے۔ بےخبر نہیں (مکتوبات حضرت شیخ فقیر اللہ شکارپوری ص ۳۸۸) [۲] سالکین کو قرب خداوندی کے حصول کی کوشش اور سلوک کے مختلف منازل طے کرنے میں جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے ایک مرحلہ سیر الی اللہ کے نام سے موسوم ہے۔ جس میں سالک کی نگاہ اپنے آپ سے کٹی ہوئی ہوتی ہے۔ کہ اگر تیز تلوار بھی اس کی راہ میں موجود ہو تو اس کو عبور کر کے بھی محسوس نہیں کرے گا (سر دلبراں ص ۹۹) [۳] یہ راہ سلوک کی وہ منزل ہے جس پر پہنچ کر سالک ایسا فی اللہ ہو جاتا ہے کہ اپنے وجود سے بھی بےخبر ہو جاتا ہے (مکتوبات حضرت شیخ فقیر اللہ شکارپوری ص ۳۸۸) [۴] سیر مع اللہ حقیقت کا وہ مرتبہ ہے جس پر فائز ہونے کے بعد سالک کو اپنے فنا فی اللہ ہونے کی بھی خبر نہیں رہتی۔ اس مرتبے کو فنا ءالفنا بھی کہتے ہیں (مکتوبات ص ۳۸۸) [۵] تذکرۃ الابرار و الاشرار ص ۱۱ [۶] ایضاً ص ۷۹

علمی، روحانی اور سیاسی حالات پر اثر انداز ہوئیں تو بے جا نہ ہوگا۔ خصوصاً تحریک روشنیہ کا ذکر بڑی شدت سے کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اس میں اچھے اور برے لوگوں کا تذکرہ ہے۔ تو یہ بالکل درست ہے۔ حضرت اخوند رویزہ نے اپنے پیر و مرشد کو اور چند دیگر شخصیتوں کو ابرار اور آخری حصہ میں ذکر شدہ لوگوں کو اشرار ٹھہرایا۔ اور ان کی خرابیوں کا تفصیل سے ذکر کیا۔ ان میں اکثریت کے ساتھ انہوں نے خود مناظرے بھی کیئے۔ جس میں بقول حضرت اخوند رویزہ کے خود ان کو کامیابی ہوئی[1]

یہ کتاب قلمی شکل میں پشتو اکیڈیمی میں موجود ہے۔ تاہم یہ اب چھپ بھی چکی ہے اور بازار میں بکثرت دستیاب ہے۔ اس کی سب سے پہلی اشاعت ماہ شعبان ۱۳۷۹ھ ۱۹۶۰ء کو ادارہ اشاعت سرحد پشاور نے کی۔

۵۔ تذکرۃ الانساب

حضرت اخوند رویزہ کی کتب میں سے ایک کتاب تذکرۃ الانساب کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے پٹھانوں اور سادات خاندان کے نسب ناموں اور شجروں کا ذکر کیا ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ نہ صرف ایک جید عالم دین اور صوفی رہنما تھے بلکہ وہ مختلف قسم کی تصنیف و تالیف میں بھی کافی مہارت رکھتے تھے۔ ان کی اس کتاب کا حوالہ "مجمع البرکات" نامی کتاب میں کچھ یوں ذکر ہوا ہے :-

" بدانکہ مناقب سادات کہ تصنیف شیخ نجم الدین صوفی است ۔ در تذکرۃ الانساب از تصانیف اخوند رویزہ ننگرہاری وغیرہ ذالک "[2]

ترجمہ ۔ جان لو کہ مناقب سادات نامی ایک (کتاب) جو شیخ نجم الدین صوفی کی ہے اور اس کا ذکر تذکرۃ الانساب میں ہے جو کہ حضرت اخوند رویزہ ننگرہاری کی تصانیف میں سے ہے ۔

اس کتاب میں انہوں نے ارشاد کبیر کا ذکر بھی کیا ہے۔ مگر اس سے مراد ارشاد الطالبین لیا جا سکتا ہے ۔ اور تذکرۃ الانساب سے تذکرۃ الابرار و الاشرار اس لئے مراد نہیں لیا جا سکتا کہ موخر الذکر کثیر تعداد میں ہے۔ اور یہ ان کی بے حد مشہور کتاب ہے ۔

۶۔ شرح اسمار الحسنٰی

یہ کتاب بھی حضرت اخوند رویزہ کی تالیفات میں سے ہے۔ ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور زبان فارسی ہے ۔ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے ناموں کی وضاحت اور اہمیت بیان کرنے کے علاوہ ہر اسم مبارک کی خاصیت بھی بیان فرمائی گئی ہے۔ جو مشکلات کے حل کے لیئے بطور ورد اور وظیفہ کے استعمال کی جا سکتی ہیں۔

---

[1] تذکرۃ الابرار ص ۱۵۹ [2] مجمع البرکات ص ۳

سب سے پہلے ذاتی نام "اللہ" سے شروع کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ہر ورق کے حاشیے پر عربی کے شعر بیان کئے گئے ہیں اور یہ اشعار نصف کتاب تک ہیں[1] اور ان اشعار میں بھی اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ کی تعریف کی گئی ہے جس سے حضرت اخوند رویزہ کی علمیت کے علاوہ آپ کو عربی کا ایک بہترین شاعر بھی کہا جا سکتا ہے۔

اس کتاب کا مطبوعہ نسخہ بھی حضرت امیر شاہ قادری صاحب کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ جس کی طباعت مطبع پشاوری قصہ خوانی پشاور کے زیر اہتمام ۱۲۸۳ھ کو ہوئی ہے۔

۷۔ شرح قصیدۃ امالی۔

یہ ایک مختصر رسالہ ہے اور کل ۴۵ صفحات پر مشتمل ہے اس کی زبان فارسی ہے یہ رسالہ ۱۲۷۸ھ میں چھپ چکا ہے کتاب کا موضوع علم کلام ہے اس میں اہل ایمان کے صحیح عقیدے کا بیان ہے تاکہ لوگ دین کی خیر خواہی سے آگاہ ہو سکیں حضرت اخوند درویزہ نے اس میں اہل السنت والجماعۃ کے عقائد کے بیان کے ساتھ ساتھ بالاختصار عقائد باطلہ کا ابطال و رد بھی فرمایا ہے۔

کتاب اختصار کے باوجود نہایت پر معلومات اور دلچسپ ہے اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ موقع کی مناسبت سے بعض جگہ فقہی احکام و مسائل کو بھی قلم بند فرمایا ہے۔

مذہب اہل السنت والجماعۃ کی تعریف کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ

"ہر چہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کردہ باشد و یا گفتہ باشد۔ و بعد از پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چہ یاران او گفتہ باشند و یا کردہ باشند و بعد ازاں امامان دین برآں رفتہ باشند آں را مذہب اہل السنت والجماعۃ می گویند[2]"

ترجمہ۔ یعنی جو کچھ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہو یا فرمایا ہو اور آپ کے بعد جو کچھ صحابہ نے کیا ہو۔ یا فرمایا ہو اور بعد ازاں دین کے ائمہ اس پر عمل پیرا رہے ہوں اس کو اہل السنت والجماعۃ کا مذہب کہتے ہیں۔

آپ اہل السنت والجماعۃ کے صحیح علمبردار تھے یہی وجہ ہے کہ اہل السنت والجماعۃ کے مذہب کی مخالفت کرنا آپ کفر کے مترادف قرار دیتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں۔

" اگر شخص در وقت بدی کردن بگوید کہ ایں را برضائے خدا تعالیٰ میکنم کافر گردد۔ زیرا کہ خدائے تعالیٰ را بہ بدی راضی دانستن خلاف مذہب سنت و جماعت است۔ و خلاف نمودن مذہب سنت و

---

[1] شرح اسماء الحسنیٰ ص۴۳ [2] شرح قصیدہ امالی ص۵

جماعت را کفر باشد۔ لقولہ علیہ السلام"

من فارق الجماعۃ قدر شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ[1]

یعنی ہر کہ سخن مذہب سنت وجماعت را خلاف نماید پس تحقیق گلوبند اسلام را از گردن خود بیرون آوردہ باشند[2]

ترجمہ۔ اگر کوئی شخص برائی کرتے وقت یہ کہے کہ خدا کی مرضی سے یہ کام کرتا ہوں تو وہ کافر ہے اس لئے کہ ہر گناہ پہ راضی سمجھنا مذہب اہل السنت والجماعۃ کے خلاف ہے اور اہل السنت والجماعۃ کے مذہب کا خلاف کرنا کفر ہوگا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اہل سنت کی جماعت کی مخالفت کرے گا پس تحقیق اس نے اسلام کا گلوبند اپنے گلے سے اتار دیا۔

راقم الحروف کے نزدیک ضروری ہے کہ اس قصیدے کے متن علام کے بارے میں وضاحت کی جائے۔ کیونکہ کتاب کے آغاز میں شارح قصیدہ لکھتے ہیں کہ

امابعد میگوید فقیر الی اللہ الباری درویزہ بن اخوند گدا ننگرہاری غفر اللہ لہ ولوالدیہ کہ چوں قصیدۂ امالی، کہ منسوب است بہ سوئے محمد نجم الدین عمر النسفی[3]

مذکورہ بالا عبارت میں حضرت اخوند درویزہ قصیدۂ امالی کو محمد نجم الدین عمر نسفی کی تصنیف تسلیم کرتے ہیں جو محل نظر ہے کیونکہ قصیدۂ مذکورہ مذہب حنفی کے ایک جلیل القدر عالم سراج الملت والدین علی بن عثمان الاوشی کی مشہور تصنیف ہے[4]

حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ طبقات حنفیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

علی بن عثمان الاوشی الامام العلام المحقق سراج الملۃ والدین لہ قصیدۃ المشھورۃ فی اصول الدین ستۃ وستون بیتا اولھا۔

یقول العبد فی بدء الامالی

لتوحید بنظم کا لالی[5]

یعنی اصول دین کے باب میں امام علام محقق سراج الملۃ والدین علی بن عثمان الاوشی کا مشہور قصیدہ ہے۔ جو چھیاسٹھ (۶۶) ابیات پر مشتمل ہے۔

باقی ص۴۷ پر

---

[1] ابوداؤد شریف باب فی قتل الخوارج کتاب السنۃ ص ۶۵۵/۲ [2] شرح قصیدہ امالی ص۵ [3] ایضاً ص۳ [4] المعالی شرح امالی (قلمی) از میاں محمد عمر چمکنی ۱۱۵۸ھ ص۱۱ م ۱ ولباب المعارف [5] المعالی ص۱۲